مرثیہ ۷۴

شہادت حضرت علی اکبرؑ

(۱)

رن سے جب کھا کے سناں اکبرِ ذیشاں آئے ۔۔۔ ماں کی خدمت میں کوئی آن کے مہماں آئے
گھر میں لاشے کو لئے شاہِ شہیداں آئے ۔۔۔ نوحہ گر خاک بسر چاک گریباں آئے

دی صدا قتل ہوئے یوسفِ ثانی بانوؑ
مل گئی خاک میں اکبر کی جوانی بانوؑ

(۲)

دیکھ لے آخری دیدار پسر مرتا ہے ۔۔۔ سامنے آنکھوں کے یہ نورِ نظر مرتا ہے
اب کوئی دم میں مرا رشکِ قمر مرتا ہے ۔۔۔ منہ سے باہر ہے زباں تشنہ جگر مرتا ہے

دم ہے سینہ میں رُکا زخموں سے خوں جاری ہے
ہائے بانو ستم بانوؑ ترا گھر لٹنے کی تیاری ہے

(۳)

پہنچی خیمہ میں جو حضرت کی یہ پُر درد صدا ۔۔۔ مضطرب ہو گئے ناموسِ رسولِ دوسرا
کہا چلّا کے سکینہؑ نے کہ ہے ہے بھیا ۔۔۔ فضہ دوڑی سوئے در پھینک کے سر سے ردا

پیٹتی زینبؑ بے پر نکل آئی باہر
بال بکھرا کے کھلے سر نکل آئی باہر

(۴)

شہ کے کاندھے پہ جو دیکھا علی اکبرؑ کو نڈھال ۔۔۔ ہاتھ پھیلا کے یہ چلائی کہ ہے ہے مرے لال
کیا غضب ہو گیا اے بادشہِ نیک خصال ۔۔۔ راس آیا نہ مرے بچے کو اٹھارواں سال

ٹکڑے تیغوں سے بدن ہو گیا سارا ہے ہے
کون تھا جس نے مرے شیر کو مارا ہے ہے

روکے بانوؑ سے یہ فرمانے لگے سرورِ دیں ۵ سر نہ پیٹو ابھی زندہ ہے مرا ماہ جبیں
سانس آتی ہے یہ ہر دم ہے دمِ بازپسیں کوچ اِن کا بھی ہے اور ہم بھی ہیں نیکے قریں
سب چھٹے اب نہ رہا کوئی ہمارا بانوؑ
اس جواں بیٹے کے غم نے ہمیں مارا بانوؑ

کہہ کے یہ لاشِ پسر خیمے میں لائے سرورؑ ۶ ہاتھ اکبرؑ کے سنبھالے تھا کوئی اور کوئی سر
شہؑ نے فرزند کو آہستہ لٹایا جب کر گر کے پہلو میں تڑپنے لگی ماں خستہ جگر
داغ کیسی برچھی دل پہ سناں ظلم کی کھائی بیٹا
کھولو تو سہی فرق ماں ہے آنکھ کھولو نہیں مرتی ہے یہ دائی بیٹا

نزع میں بھی مجھے پوچھا تری الفت کے نثار ۷ مادر اس خون میں ڈوبی ہوئی صورت کے نثار
جنگ کی لاکھوں سے تنہا تری جرأت کے نثار تیری مظلومی کے صدقے تری غربت کے نثار
نام پانی کا زباں پر بھی نہ لائے بیٹا
کھا کے پھل برچھی کا چپکے چلے آئے بیٹا

سن کے مادر کی صدا کھول دیئے دیدۂ نم ۸ ہاتھ اٹھا کے کہا روؤ نہ مرے سر کی قسم
پاس آکر ہمیں چھاتی سے لگا لو اس دم رن سے آئے ہیں تمہاری ہی ملاقات کو ہم
پھر یہ گھر شاہ کے اقبال سے دیکھا ہم نے
پر تمہیں آ کے عجب حال سے دیکھا ہم نے

بال کیوں بکھرے ہیں کیوں پھینک دی سر سے ردا ۹ تیل کیوں سینے پہ ہے کیوں ہے گریباں پھٹا
خاک کیوں منہ پہ ملی ہو یہ پسر تم پہ فدا شاہ دنیا میں سلامت رہیں یہ کیا یہ کیا
ٹوٹ گئی یہ نہ سخن منہ سے نکالو اماں
میں تو جیتا ہوں کلیجے کو سنبھالو اماں

زخمی ہونے کی مرے کس نے خبر پہنچائی (۱۰) جھوٹ ہے میں نے تو ہرگز نہیں برچھی کھائی
آپ تک بیٹے کو تقدیر سلامت لائی — دیکھیے حضرت کے قدم تن میں مرے جاں آئی
مرگ سے پہلے ہو ماتم یہ زبوں ہے اماں
میرے کپڑوں پہ تو عباسؑ کا خوں ہے اماں

بولی بانوؑ کہ جو کہتے ہو خدا یوں ہی کرے (۱۱) اے مرے لال یہ ماں تیری بلا لے کے مرے
لاؤ دھو ڈالوں میں جو خوں میں کپڑے ہیں بھرے — چاند سے ہاتھ ہیں پھر کس لیے چھاتی پہ دھرے
مجھ کو معلوم ہوا خلق سے جاتے ہو تم
میرے رونے کے لیے زخم چھپاتے ہو تم

بانو صدمہ سے نہ مر جائے یہ ڈر ہے بیٹا (۱۲) سب ترے دل کی مرے دل کو خبر ہے بیٹا
ہائے سینہ یہ ترا خون میں تر ہے بیٹا — پھر یہ کیا ہے جو نہیں زخمِ جگر ہے بیٹا
سنسناتا ہے جگر جان چلی جاتی ہے
اس لہو سے تو مرے دودھ کی بو آتی ہے

آرزو ہے کہ پھلے پھولے مرا نخلِ مراد (۱۳) تم دلہن بیاہ کے لاؤ مرا گھر ہو آباد
دیکھ لوں آنکھوں سے اپنی میں تمہاری اولاد — پھر میں دنیا سے جو گزروں تو مری روح بھی شاد
دادی کہلاؤں گی رتبہ مرا برتر ہوگا
تیرا فرزند بھی ہمشکلِ پیمبرؐ ہوگا

ماں کی سن کے یہ اکبرؑ نے بصد رنج و ملال (۱۴) درد چھاتی میں اٹھا غیر ہوا اور بھی حال
دل میں یہ سوچ کے رونے لگا وہ نیک خصال — ہم سفر کرتے ہیں اماں کو ہے شادی کا خیال
بر میں ہوئے گا کفن خاک پہ چہرا ہوگا
نہ دلہن ہوگی نہ اولاد نہ سہرا ہوگا

ملک الموت نے چاہا کہ کرے قطع حیات (۱۵) سرد اک آہ بھری سینے سے سوچ کے بات
ہچکی اک آئی تڑپنے لگا وہ نیک صفات ہٹ گئے سینے سے وہ خون میں ڈوبے ہوئے ہاتھ
ماں تو چلائی مگر دم نہ پسر میں دیکھا
زخم سے چھاتی کے سوراخ جگر میں دیکھا

خاک پر گر کے کہا ہائے پسر ہائے پسر (۱۶) دونوں ہاتھوں سے لگی پیٹنے وہ سینہ و سر
مجھ سے کہتے تھے کہ زخمی نہیں میں تو مادر زخم اس طرح کا اور ماں سے چھپایا دلبر
جانِ شیریں کے توجانے کا نہ دسواس کیا
میرے غم کھانے کا قربان گئی پاس کیا

پاس اپنے کسی صورت سے مجھے بلوا لے (۱۷) ترے صدقہ مرے اٹھارہ برس کے پالے
تیری چھاتی پہ لگے ظلم و ستم کے بھالے خوں خون میں بھیگیں یہ مسیں اے مرے زلفوں والے
نہ لگی مجھ کو بلا چاند سے اس سینے کی
میں نہیں جینے کی اے لال نہیں جینے کی

چین پردیس میں اے یوسفِ ثانی نہ ملا (۱۸) اے مرے شیر تجھے لطفِ جوانی نہ ملا
قطرۂ آب بجز اشک فشانی نہ ملا دودھ پی پی کے پلے اور تمہیں پانی نہ ملا
مر گئے مجھ کو دلہن بھی نہ دکھائی بیٹا
خاک میں مل گئی برسوں کی کمائی بیٹا